مخطوطات

اہمیت‘ حصول‘ تحفظ

ڈاکٹر انجم رحمانی☆

مخطوطات کی اہمیت

مخطوطات انسان کے تہذیبی کارناموں کا عظیم قیمتی ورثہ ہیں۔ یہ انسان کی سیاسی‘ معاشی‘ معاشرتی‘ ذہنی‘ فکری‘ جذباتی اور نفسیاتی حالات کے ترجمان ہوتے ہیں۔ یہ اس ماحول اور فضا کو پیش کرتے ہیں جن میں وہ تخلیق ہوئے۔ یہ انسانی معاشرہ کی روایات اور اقدار کے امین ہوتے ہیں‘ جس سے آئندہ نسلیں رہنمائی حاصل کرتی ہیں۔ یہ ماضی کے یادگار واقعات و حالات کا ریکارڈ ہوتے ہیں جس کے مطالعہ سے انسان میں مستقبل سے نمٹنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ماضی کی سائنسی‘ تکنیکی ایجادات کی پیش رفت کا دستاویزی ثبوت ہوتے ہیں اور ان کی بنیاد پر ترقی کی اگلی منزلوں کی طرف گامزن ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی لغزشوں‘ فروگزاشتوں اور خطاؤں کے عکاس ہوتے ہیں جن سے آئندہ نسلوں کے افراد اور ابھرنے والی اقوام درس عبرت حاصل کرتی ہیں اور زندگی میں کامیابی کے لئے رہنما اصول مرتب کرتی ہیں۔ مخطوطات اپنے خالقوں‘ شائقوں اور سرپرستوں کے علمی‘ ادبی اور تخلیقی مقام و مرتبہ کے نقیب اور ان کے ذوق جمال کا پرتو بھی ہوتے ہیں۔ نیز وہ کسی قوم کا مختلف میدانوں میں کردار کا نقشہ بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ ایسے حکما‘ علما‘ ادبا‘ شعرا‘ محققین اور فلاسفہ کے کارناموں کی داستان بھی بتاتے ہیں جن سے کسی قوم نے ترقی کی۔ نیز یہ کارنامے آئندہ زندگی کے لئے اعلیٰ بصیرت‘ تخلیقی صلاحیت‘ تحقیقی شعور اور ادبی ذوق کے لئے تازیانہ ثابت ہوتے ہیں۔ مخطوطات‘ حکام امرا اور عوام کی علم دوستی اور ان کے تعلیمی نظریات کے ترجمان بھی ہوتے ہیں۔ مخطوطات کی مقدار و معیار سے کسی قوم کی تہذیبی سطح کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام میں مخطوطات کی تخلیق‘ ان کی تحفیظ اور آئندہ نسلوں تک منتقلی ایسے اسلامی شعائر ہیں جن کی مثال کسی دوسرے

☆ چیف قومی عجائب گھر‘ لاہور

مذہب میں نہیں ملتی۔ مخطوطات کے بارے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ یہ افراد اور اقوام کے مذہبی رجحان اور عقیدے کے مظہر ہوتے ہیں۔

مخطوطات محض ماضی کی کارروائیوں کو پیش نہیں کرتے بلکہ مستقبل کی زندگی سنوارنے اور بلندیوں کی طرف اڑنے کے لئے انسان کو پرواز بھی عطا کرتے ہیں۔ یہ انسانی تعلیم و تربیت کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔ تعلیم کو عام کرنے اور اسے آگے بڑھانے کا بہترین آلہ کار ہوتے ہیں۔ عصر حاضر کے فنون لطیفہ کا طالب علم' خطاطی' نقاشی' مصوری' تذہیب کاری' جلد سازی کا جتنا علم مخطوطات کے مشاہدے سے حاصل کرتا ہے' اتنا شاید ہی وہ کسی اور ذریعے سے حاصل کر سکے۔ بعض مخطوطات اپنے خطاطوں اور نقاشوں کی صنعت کاری کا مرقع ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی قرآنی نسخے میں ہر سطر کا الف سے شروع ہونا' متن کا نقطہ دار الفاظ سے عاری ہونا یا صرف نقطہ دار الفاظ پر مشتمل ہونا وغیرہ۔ مخطوطات کی ایسی کاریگریاں مستقبل کے فنکار میں کمپوزیشن کی صلاحیتوں کی نشوونما کرتی ہیں۔ فنون لطیفہ کے شاہکار مخطوطات انسان کے جمالیاتی ذوق کی تسکین اور بالیدگی انتہائی احسن طریقے سے کرتے ہیں۔ وہ فنکاروں کے ذہنوں کو نئی اپج' نئے تصورات اور نو وارد تخیلات سے آراستہ کرتے ہیں۔ مخطوطات کے براہ راست مطالعہ سے فنون لطیفہ کی جو حقیقی اور مستند تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے' اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔

مخطوطات کے جائزے سے خود مخطوطہ سازی کی تاریخ معلوم کی جا سکتی ہے اور مخطوطات کا فن بھی سیکھا جا سکتا ہے۔ پھر ان کی تیاری میں استعمال شدہ سامان مثلاً کاغذ' سیاہی' رنگ وغیرہ کے جائزے سے مختلف ادوار میں ان کی صنعتی ارتقا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس طرح سٹیشنری سے متعلق دوسری اشیاء مثلاً قلم' دوات وغیرہ کی تاریخ مرتب کرنے میں بھی مخطوطات ہمیں مدد بہم پہنچاتے ہیں۔ ماضی میں مخطوطات کی تجارت بین الاقوامی روابط کا وسیلہ بھی رہی ہے۔ بعض مخطوطات تاریخی طور پر بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر چسپاں مہروں' سرورق یا حاشیہ پر درج جا بجا اضافی تحریروں اور ترقیموں میں مذکور حقیقتوں کی مدد سے ان سے متعلق حکمرانوں' امرا' علما' خطاطوں' کتب خانوں' کتاب سازوں' کتاب کے مالکوں اور کتب فروشوں کی مستند تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔ بعض اوقات مخطوطات پر مندرج تحریروں کی مدد سے ہم کتابوں کے تخلیقی مراکز' ان کی نقل و حرکت اور خرید و فروخت کے بارے میں بھی آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً مخطوطات کے جائزہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی قوم یا فرد کی تہذیبی سطح کیا ہے؟ اس کا

شعور کہاں تک پہنچتا ہے؟ اس کا خیال کہاں تک بلند پرواز کر سکتا ہے؟ اس کی سوچ کی نہج کیا ہے۔ اس کے علم و فنون، ادب و تخلیق اور علم و تعلیم کس مقام پر کھڑے ہیں؟

مخطوطات انسانی تہذیب کا سب سے قیمتی ورثہ ہے۔ یہ انسانی روایات و اقدار کو نسل در نسل منتقل کرتے ہیں اور انسانی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی تاریخ آگے بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اگر مخطوطات نہ ہوتے تو ہر نسل انسانی کو زندگی کا آغاز از سر نو کرنا پڑتا اور اس طرح تہذیبی عدم تسلسل کی وجہ سے انسان تہذیب و ترقی کے منازل طے کرنے میں دشواری محسوس کرتا۔

مخطوطہ کی اصطلاح

مخطوطہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ خط ہے۔ لغوی طور پر اس سے مراد کسی بھی مادی شئے پر ہاتھ سے لکھا ہوا تحریری نمونہ ہے۔ اس نمونے کی یہ تحریر نقل بھی ہو سکتی ہے اور طبع زاد بھی، طویل بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی، مفید بھی ہو سکتی ہے اور غیر مفید بھی۔ مادی اشیا ہڈی، جھلی، کھال، چھال، پتے، کاغذ، حریر، کپڑا، دھات، لکڑی، پتھر، کانچ، سوختہ، مٹی وغیرہ غرض کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں تحریری نمونے کا تعلق دیدہ زیب یا بدنما ہونے سے بھی نہیں۔ خصوصی مفہوم میں مخطوطہ کی اصطلاح قلمی کتابوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اور اس کا اطلاق بیک وقت معمولی اور شاہکار دونوں قسم کے مخطوطات پر ہوتا ہے۔

عالم اسلام میں قلمی کتابوں کے لئے مخطوطہ کی اصطلاح بالکل جدید ہے۔ مخطوطہ کے لکھنے والے کو خطاط اور اس کی تحریر کو خطاطی کہتے ہیں۔ مخطولہ کی اصطلاح اس وقت دنیائے عرب، افریقیائی ممالک، ترکی، جنوبی ایشیا میں مروج ہے۔ ایران، افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک میں اس کے بجائے نسخہ خطی کی اصطلاح رائج ہے۔ ایران میں اس سے پہلے دست نویس کی اصطلاح رائج تھی۔ جنوبی ایشیا میں اس کے لئے قلمی یا خطی کتاب، قلمی نسخہ وغیرہ خصوصی الفاظ بھی مستعمل رہے ہیں۔ دراصل ان ساری اصطلاحوں کا اطلاق طباعت کے آغاز کے بعد مطبوعہ کے مقابلے میں ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابوں پر ہوتا ہے۔ کتاب کی اصطلاح رائج رہی۔ اس کے لکھنے والے کو کاتب اور اس کے شجر عمل کو کتابت کے نام سے موسوم کیا گیا۔

انہیں مراحل سے ابتدائے اسلام میں مخطوطہ کے لئے مسودہ کی اصطلاح بھی منظر عام پر آئی جس کا مادہ اسود، یعنی سیاہ ہے۔ چونکہ یہ کتابیں سیاہ روشنائی سے لکھی جاتی تھیں اس لئے یہ مسودہ

کہلائیں اور ان کے لکھنے والے کو مسود کہا گیا۔ اسلامی ادب میں کتابی صورت میں مخطوطات کے علاوہ دستی تحریروں کو بالعموم دستاویزات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اگر کسی کتاب یا رپورٹ کا متن غیر مرتب شکل میں دستی تحریر ہو یا ٹائپ شدہ شکل میں ہو تو آج کل اسے اصطلاحاً "مسودہ" کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں مخطوطہ کی متبادل اصطلاح (Manuscript) ہے۔ جو دراصل لاطینی لفظ (Manuscriptus) سے ماخوذ ہے۔ یہ لاطینی الاصل لفظ Manu اور Scriptus دو لفظوں کا مرکب ہے جنکے معنی علی الترتیب ہاتھ (hand) اور لکھا (to write) کے ہیں۔ ابتدا میں یہ لفظ دو علیحدہ الفاظ کی صورت میں چلتا رہا لیکن مرور ایام کے ساتھ یہ دونوں الفاظ ایک لفظ کی صورت اختیار کر گئے۔ تاریخی طور پر یہ لفظ طباعت کی ایجاد کے بعد قلمی کتب اور مسودات کے لئے استعمال ہوا تھا۔ لاطینی لٹریچر میں اس کا وجود پندرہویں صدی عیسوی سے ملنے لگتا ہے۔ انگریز لغات میں اس لفظ کے معنی ہاتھ کی تحریر مصنف کی مطبوعہ کتاب کی اصل نقل، اصل ٹائپ شدہ مسودہ، ہاتھ سے لکھی ہوئی قدیم کتاب یا دستاویز وغیرہ جو کسی ملک میں طباعت کے عمومی رواج سے پہلے کی تحریر ہو یا مصنف کی قدیم کتاب کی تحریر شدہ نقل ہو۔

قدروقیمت

ہر مخطوطہ اپنی انفرادی اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور یہی انفرادی اور امتیازی حیثیت اس کی قدر و قیمت مقرر کرتی ہے۔ ایک مخطوطہ اپنی تحریر کی افادی حیثیت سے قابل قدر ہو سکتا ہے، دوسرا تحریر کی فنی حیثیت سے اور تیسرا افادی اور فنی دونوں لحاظ سے۔ چنانچہ ایک مخطوطہ کو خاص معیار پر بھی پرکھا جا سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی کئی معیاروں پر بھی۔ اس کا تعین زاویہ ہائے نگاہ پر منحصر ہے۔ مخطوطات کو پرکھنے کے عام معیار یہ ہو سکتے ہیں۔ قدیم ہونا، بخط مصنف ہونا، مصنف کے لئے نسخے کی نقل ہونا، مصنف کی حیات میں نقل ہونا، کسی نامور نسخے کی نقل ہونا، مصنف کے قریبی عہد کی نقل ہونا، صحیح المتن ہونا، نامور کاتب کی تحریر ہونا، نامور عالم کی تحریر ہونا، نامور عالم یا تاریخی شخصیت کے زیر مطالعہ رہنا، کسی اہل علم کے موازنہ و تصحیح کی سعی ہونا، قدیم زمانے کی کتاب ہونا، صنعت کتاب کا نمونہ ہونا، اقدام الکتابت نسخہ ہونا، غیر مطبوعہ ہونا، نامور علمی شخصیت کی تصنیف، تالیف، شرح، ترجمہ ہونا، کسی عالم کے حواشی سے مملو ہونا، کسی تاریخی شخصیت کی دستی عبارتوں سے مزین ہونا، شاہی کتب خانے یا کسی معروف کتب خانے سے متعلق ہونا، مورخ ہونا، کسی مشہور علمی مرکز کی تخلیق ہونا، موضوع کا نادر ہونا، سائنسی، تکنیکی، اور فنی موضوعات

پر ہونا' اعلیٰ علمی کام ہونا' نادر اور منفردالوجود ہونا۔

مخطوطے کے صوری محاسن بھی اس کی قدر و قیمت کو متعین کرتے ہیں' مثلاً تذہیب و ترصیع' نقاشی و تزئین کے کسی خاص مکتب کا نمائندہ ہونا' خط کا عمدہ نقاشی یا مصوری کا نمونہ ہونا' شاہی سرپرستی میں کسی اعلیٰ خط میں تحریر ہونا' شاہی یا سرکاری یا کسی نامور شخصیت کے زیرنگرانی منقوش یا مصور ہونا' آرٹ کا لاثانی شاہکار ہونا' عمدہ جلد سازی کا نمونہ ہونا' کسی نادرالوجود مادی شے پر تحریر ہونا' حاشیہ کا غیرمعمولی طور پر منقوش ہونا۔

قرآنی نسخوں میں پہلی ترجیح صحت متن کو دی جاتی ہے۔ دوسری قدامت کتابت' تیسری نامور خطاط' چوتھی تذہیب و ترصیع و تزئین' پانچویں جلد' چھٹی اس پر توضیحی و تفسیری حواشی' ساتویں بین السطور فارسی یا دوسری زبانوں میں تراجم کا ہونا اور آخری مطبوعہ یا غیرمطبوعہ ہونا۔

قدامت

کسی مخطوطہ کی قدامت کا اندازہ اس کے خط' سیاہی' کاغذ' نقاشی' تزئین' مصوری اور دوسرے صوری محاسن سے لگایا جا سکتا ہے۔ علاقائی روایات بھی مخطوطہ کی قدامت اور اس تخلیق کا مقام جاننے کے سلسلے میں ہماری مدد کرتی ہیں۔ حواشی' کاتب' تاریخ کتابت' ترقیمہ جات' اضافی عبارتیں' دستاویزی شواہد بھی مخطوطے کی عمر کے تعین میں مد و معاون ثابت ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ تمام باتیں "ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ" کے مصداق دھوکا دے جاتے ہیں۔ وجہ کسی کاروباری صاحب کی بدکاری ہو سکتی ہے جس کا آغاز آج نہیں ہوا بلکہ یہ قدیم زمانے سے چلی آتی ہے۔ پرانے کاغذ پر کسی مخصوص زمانے یا فنکار کی روش میں مخطوطہ تیار کرنا' کوڑے دھوئیں یا کسی ڈھیر میں دبا کر مخطوطے میں پرانا پن پیدا کرنا' ابتدائی یا آخری ورق کے الحاق کے ذریعے دھوکہ دے کر پرانا ظاہر کرنا' نئی عبارتوں کو پرانی شخصیات کے حوالے اور تاریخوں کے ساتھ درج کرنا' جعلی ترقیمہ' تاریخ کتابت اور کاتب کا نام درج کرنا' پرانی تحریروں کو مسخ کر کے ان کی اصلیت کو مشکوک بنانا۔ قدیم عبارت اور تاریخ کتابت پر نئی عبارت چڑھا دینا' قدیم جلدوں میں تبدیل کرنا' قدیم تاریخی مہروں کو چسپاں کرنا' الحاقی اوراق کے ذریعے تصویروں' خاکوں اور نقشوں کا اضافہ کرنا' قدیم متن کو چھپا کر اوپر نئی تصاویر بنا دینا' پرانی تصاویر اور نقاشی کو تازہ کر دینا' معرا نسخوں میں ترجمے' نقاشی اور تصویروں کا اضافہ کرنا' کسی نامور تاریخی شخصیت کاتب یا فنکار سے منسوب کرنا' تاریخی ادارے' شہر' قصبے سے پیداواری تخلیقی انتساب قائم کرنا' ایک خطے کے نسخے کو

دوسرے خطے کی مخصوص نقاشی، تزئین، ترصیع کے ذریعے اس کی اصلیت کو مسخ کرنا غرض کیا کچھ نہیں جو مخطوطات کی جعل سازی کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں ایک ماہر کے لئے مخطوطہ کی قدامت کا تعین کرنا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ مشکل کچھ ایسی نہیں کہ اس پر قابو نہ پایا جا سکے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے ایک ماہر مخطوطات کو حوصلہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ پھر اسے خود کو تیار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اسے پہلا کام یہ کرنا ہے کہ اسے مخطوطہ سے متعلق تمام علوم و فنون، مثلاً کتاب کے مصنف، مولف، شاعر، شارح، مترجم، مرتب وغیرہ کے سوانحی حالات کا بخوبی علم ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں اس کے پاس دنیا میں موجود مخطوطات کے مشہور ذخائر کی فہارس بھی ہونی چاہییے۔ علاوہ ازیں اسے مخطوطہ سازی کے پورے عمل سے آگاہ ہونا چاہیے۔ نیز مختلف خطوں میں مخطوطات کی جو روایات ہیں ان سے آگاہی بھی مخطوطہ شناسی اور ان کی قدامت مقرر میں اس کی مدد کر سکے۔ اسی طرح سینئر ماہر مخطوطات سے روابط رکھنا اور اس کی رہنمائی حاصل کرنا بھی مخطوطات کی شناخت کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ اس سلسلے میں خط، مصوری، تزئین، ترصیع، کاغذ، سیاہی، قلم کی تاریخی ارتقا کے بارے میں علم سے اسے اکتساب کرنا چاہیے۔ نیز اسے مختلف ملکی، علاقائی اور خاندانی روایات سے بھی شناسائی پیدا کرنی چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں ایک ماہر مخطوطات کو کسی مخطوطہ کی قدامت معلوم کرنے کے لئے اس کی معنوی اور صوری تاریخ دونوں سے آگاہ ہونا چاہیے۔

مخطوطات کی قدیم تاریخ معلوم کرنے میں بعض اوقات اس کے شواہد بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً چسپاں مہریں، اضافی عبارتیں، حواشی، تراجم وغیرہ۔ لیکن مخطوطات کی قدامت کے بارے میں فیصلہ کرنے کے سلسلے میں ایک ماہر مخطوطات کے لئے جو سب سے اہم بات ہے وہ مخطوطہ کی داخلی شہادت ہے جو متون کے اندر چھپی ہوتی ہے۔ ان داخلی شہادتوں کی نشاندہی اور پھر ان سے نتائج اخذ کرنا بھی سراسر ماہر مخطوطات کی صلاحیت پر مبنی ہوتا ہے۔ خلاصہ کلام مخطوطہ کی قدامت جاننے کے لئے مخطوطات شناسی ایک بنیادی امر ہے۔

مخطوطات کا حصول

دنیائے اسلام میں ایک دور ایسا بھی گزرا ہے جب کہ مسلمان شخصی، عوامی، اور سرکاری کتاب خانوں کے لئے مخطوطات کثیر مصارف سے خصوصی نگرانی میں تیار کروانے میں پوری دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تھے یا اپنے کتاب خانوں کی توسیع اور ترقی کے لئے کتب فروشوں سے زر خطیر سے

مخطوطات خریدتے تھے لیکن مشینی دور میں طباعت کے رواج کے بعد مخطوطات کے حصول کے یہ دونوں طریقے مفقود ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اب فرمائش پر مخطوطات کی تیاری ماضی کی محض ایک حسین یاد ہے۔ مطبوعہ کتب کے فروغ سے فن مخطوطات روبہ زوال ہو گیا ہے۔

کاروباری پہلو

پاکستان میں اس وقت متعدد ادارے مخطوطات کا حصول کرتے ہیں لیکن حصول کا کوئی نظام ہے نہ طریقہ۔ پھر ملکی سطح پر مخطوطات کا کاروبار کوئی نمایاں مقام نہیں رکھتا۔ دوسرے ممالک کی طرح یہاں ایسے کاروباری حضرات کے لئے حکومت کی طرف سے کسی لائسنس کا اجراء نہیں ہوتا۔ اتفاقی طور پر کچھ لوگ اس پیشے میں آتے ہیں اور پھر جب چاہا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً ان پڑھ یا مخطوطات کے بارے میں سوجھ بوجھ سے عاری ہوتے ہیں۔ ان میں شاید ہی ایسے لوگ ملیں جو ملی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں اور قومی اداروں کے ذخیروں کو ایسے مخطوطات پیش کر کے ان کی ترقی چاہتے ہوں۔ اگرچہ مخطوطات و نوادرات کی فروخت پر ٹیکس معاف ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کے کاروباری حضرات میں غیر قانونی کاروبار کا احساس موجود ہے۔ اس وجہ سے یہ کاروبار ملکی سطح پر منظم نہیں ہو پا رہا۔ ان حالات میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہوس زر میں اس کاروبار میں آئی ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ اس جنوں سے مغلوب ہیں کہ کوئی غیر ملکی کاروباری ہتھے چڑھے جس کے ذریعے وہ خفیہ طور پر اپنے مخطوطات بھاری قیمتوں پر فروخت کر کے اپنا دامن حرص بھر سکیں۔ پس پردہ ایک اور طبقہ ایسا بھی ہے جو بھاری رقوم کے لئے اپنے مخطوطات کو بیرون ملک بھیجنے کے لئے پاگل پن کی حد کو پہنچا ہوا ہے۔ یہ لوگ بااثر خاندانوں یا اعلیٰ ملکی عہدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کسٹم حکام سے ناجائز ذرائع یا اثر ورسوخ قائم کر کے یا کسٹم میں کسی رشتے دار کے ذریعے مطلب برآری میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

مخطوطات کی غیر ملکی منتقلی میں ملکی اور غیر ملکی سفارت کاروں کا کردار بھی نہایت گھناؤنا ہے۔ ان کو مذکورہ بالا سبھی قسم کے لوگ مواقع بہم پہنچاتے ہیں۔ تیسرے ایسے لوگوں میں ایثار کا جذبہ بہت کم ہوتا ہے ورنہ یہ لوگ اپنے قیمتی ذخیروں کو روز بروز زیاں سے بچانے کے لئے کسی قومی ادارے کو بطور عطیہ پیش کردیتے۔ جہاں ان کو بہتر حفاظت ہو سکتی تھی۔ مغربی ممالک میں صاحب ثروت لوگ اپنے سرمائے کے صرف سے انسانی تہذیبی ورثہ جو کہ نوادرات کی صورت

میں ملتا ہے، خرید کر قومی یا عوامی اداروں کو پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن پاکستانی دولت مندوں میں یہ جذبہ سرے سے مفقود ہے۔ ان حالات میں عطیات کے ذریعے مخطوطات کا حصول کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں۔

حصول کے ادارے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام سے یہ امید بندھی تھی کہ قومی سطح کا ادارہ قائم کیا جائے گا جس میں ملک کے تہذیبی آثار اور نوادرات کو محفوظ کر لیا جائے گا۔ بالخصوص پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسلامی نوادرات جن میں مخطوطات سب سے زیادہ نمایاں ہیں کے حصول و تحفیظ کے ادارے کا قیام عمل میں آئے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ پاکستان کے ارباب بست و کشاد نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو قومی ترجیحات کی فہرست میں سب سے آخر میں رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں قومی سطح پر اسلامی تہذیبی آثار اور نوادرات کی اہمیت و ضرورت کا احساس تک بھی اجاگر نہیں کیا جا سکا۔ نتیجہ یہ ہے کہ مخطوطات اور دیگر اسلامی نوادرات کو جمع کرنے کے لئے کسی خصوصی ادارے کا قیام عمل میں نہیں آ سکا۔ البتہ ثقافت سے وابستہ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں نہایت محدود پیمانے پر کچھ رقوم فراہم کر دی جاتی ہیں جس میں مخطوطات اور اسلامی نوادرات کی حیثیت ضمنی ہوتی ہے۔ ان حالات میں کسی قابل قدر مخطوطے یا اسلامی نوادر کی خریداری ممکن نہیں رہتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے قیمتی اور نایاب قلمی نسخے وقتاً فوقتاً غیرملکیوں کے ہاتھ اندرون یا بیرون ملک فروخت ہو رہے ہیں۔

پاکستان میں کچھ سرکاری یا نیم سرکاری اور عوامی ایسے ادارے ضرور موجود ہیں جن کے ہاں مخطوطات کے ذخیرے محفوظ ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے ذخائر آج سے بہت پہلے خریدے گئے اور آج کل ان میں مخطوطات کی خریداری عملاً بند ہے۔ ایسے اداروں کی تعداد انتہائی کم ہے جن میں اب بھی کچھ نہ کچھ خریداری ہوتی ہے۔ پاکستان میں یوں تو بے شمار نجی ذخائر ہیں لیکن ان میں خریداری کے ذریعے اضافے کا عمل تقریباً محدود ہے۔

تحفیظ مخطوطات

تحفیظ مخطوطات ایک نہایت اہم موضوع ہے لیکن اس وقت تک اس پر کسی ماہر مخطوطات نے پوری سنجیدگی سے قلم نہیں اٹھایا۔ انگریزی اصطلاح Preservation کا عام طور پر

تحفیظ ترجمہ کیا گیا ہے لیکن ہماری نظر میں یہ اصطلاح مفہوم کے اعتبار سے فقط حفاظت (Protection) مخطوطات تک محدود ہے۔ جبکہ Preservation کا دائرہ کار اس سے آگے بڑھ کر استمرار حفاظت تک وسیع ہے۔ ہمارے خیال میں اس انگریزی اصطلاح کا اردو متبادل تحفیظ زیادہ بامعنی ہے۔ اس اصطلاح کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے ادارے کو ایک قلمی نسخہ دیا۔ دس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا میرے عطیہ کا کیا حال ہے تو اس کے جواب میں کہنا ہو گا کہ آپ کا مخطوطہ اسی حال میں ہے۔ جیسا کہ آپ دے کر گئے تھے۔ تحفیظ مخطوطات کا مطلب ان کو نقصان اور ضائع ہونے سے بچائے رکھنا ہے۔

تحفیظ مخطوطات سے ہماری مراد مخطوطات کو ان کی دریافتہ حالت میں برقرار رکھنا اور ان کی آئندہ بقا کے لئے تگ و دو کرنا ہے۔ کیونکہ مخطوطات عظیم انسانی ورثہ ہیں' جنہیں صحت و سلامتی کے ساتھ آئندہ نسلوں تک منتقل کرنا ہمارا انسانی فریضہ ہے۔

پاکستان میں مخطوطات اس وقت یا تو نجی ذخیروں میں ہیں یا پھر سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کا سرمایہ ناز ہیں۔ اول الذکر قسم کے مالکان ان کی زبان اور موضوع سے عدم واقفیت کی بناء پر ان کی قدر و قیمت سے نابلد ہیں۔ ان کے نزدیک ان کی قدروقیمت صرف اتنی ہے کہ وہ ان کے بزرگوں کا ورثہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں آباؤ اجداد کی نشانی سمجھ کر کسی الماری یا غیرضروری کمرے میں بند کر رکھا ہے' جن سے کسی کو علمی استفادے کا موقع نہیں ملتا۔ ان لوگوں کے پاس وقت اور صلاحیت نہیں کہ وہ ان کی دیکھ بھال یا تحفیظ کی طرف توجہ دے سکیں۔ ان سے دل لگانا ان کے نزدیک تضیع اوقات ہے۔ ان کے پاس بدلتے موسموں میں ان کی ورق گردانی' جھاڑ پونچھ' تازہ ہوا کی فراہمی اور الماریوں میں ان کی الٹ پلٹ کے لئے وقت نہیں۔ اس بے حسی کے عالم میں بہت سے ذخائر ضائع ہو چکے ہیں اور باقی اس عمل میں ہیں' لہٰذا ایسے ذخیروں کا تحفیظ کا سوال اس وقت ہماری بحث سے خارج ہے' تاہم ماہرین کو ایسے لوگوں سے ملتے رہنا چاہیے اور ان کی تحفیظ کے سلسلے میں کچھ باتیں ان کے کانوں تک پہنچاتے رہنا چاہیے۔ رہا سرکاری اداروں کا مسئلہ ان میں سے اکثر کے پاس مخطوطات کے ماہر موجود نہیں جنہیں ان کی تحفیظ کی ذمہ داری سونپی جا سکے۔ موجودہ صورت حال میں مخطوطات کی دیکھ بھال پر متعین عملہ اور اس شعبہ سے غیرمتعلق ہے پھر ان اداروں میں مخطوطات کے اسٹور یا

نمائش کی مناسب سہولتیں موجود نہیں۔ وہ ان کی تحفیظ کو محض ایک سرکاری فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ تحفیظ مخطوطات کی کسی تربیت سے بہرہ ور نہیں۔ اس طرح ان اداروں میں بھی تحفیظ مخطوطات کا معاملہ کچھ تسلی بخش نہیں۔

اداروں کے مخطوطات دو طرح کے ہوں گے۔ ایک تو قدیم ذخیرہ اور دوسرے جو وقتاً" فوقتاً" حاصل کر کے ذخیرے میں شامل کر لئے جاتے ہیں۔ موخرالذکر مخطوطات کو قدیم ذخیرے میں داخل کرنے سے پہلے لیبارٹری میں ابتدائی طبی امداد ضرور بہم پہنچائی جانی چاہیے۔ اول الذکر قدیم ذخیرے کے نسخوں کی تحفیظ کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

مخطوطات کی تحفیظ کی بنیادی ذمہ داری ان کے انچارج پر ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ فریضہ محض رسماً" ادا کرتا ہے تو آپ یقین مانیں ایسے ذخیرے جلد یا بدیر ناپید ہو جائیں گے۔

مخطوطات کی مثال ایک کہن سال بوڑھے کی ہے.جو اپنے ماحول سے مقابلے کی دفاعی قوت کھو چکا ہے۔ شدید گرمی' سخت سردی' گرد و غبار وغیرہ اس کی صحت کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ یہی صورت حال قدیم مخطوطات کی بھی ہوتی ہے دراصل مخطوطات کی تحفیظ ایک مشکل اور جان جوکھوں کا کام ہے' جس سے عہدہ برا ہونے کے لئے صبر' حوصلہ اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے لئے کئی قربانیاں بھی دینا پڑتی ہیں۔ دراصل مخطوطات سے اس کی شفقت ایسی ہونی چاہیے جیسے ماں کی اپنے بچے سے۔ مزید برآں اس کا رویہ مخطوطات سے ایک فیملی ڈاکٹر کی طرح ہونا چاہیے اور ان کے کوائف کا علم اسے ذاتی طور پر ہونا چاہیے۔ آخری مرحلے میں اس کا لگاؤ ان سے جذباتی حد تک ہونا چاہیے اور تحفیظ مخطوطات میں اسے محض منصبی فرائض سے بالاتر ہو کر کام کرنا ہو گا۔ ایک پیشہ ور ماہر مخطوطات کو مخطوطہ سازی کے عمل' اس پر مستعمل مواد' غرضیکہ اس کے ہر رگ و پے سے آگاہ ہونا چاہیے۔ اسے اس سے باخبر ہونا چاہیے کہ اس کے چارج میں مخطوطات میں سے کس کو کس موسم میں کیا تکلیف ہوتی ہے۔ پھر بحیثیت پیشہ ور اسے ہر مخطوطے کی انفرادی اہمیت کا علم ہونا چاہیے۔ اسی طرح اسے مخطوطات کے اسٹاک' نمائش' استعمال' ضروری دیکھ بھال کے بارے میں بنیادی اور ضروری باتوں کا علم ہونا چاہیے۔

مخطوطات کے نقصان رساں کئی نوعیت کے عوامل ہیں۔ پہلی بات تو خود ان کی قدامت ہے۔ اسی طرح عمر کے بڑھنے کے ساتھ ان میں کمزوری آنا ایک فطری عمل ہے۔ علاوہ ازیں انسانی ماحول کے کئی عوامل مخطوطات کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں مثلاً بیکٹیریا' پھپھوندی'

حشرات الارض' کاک روچز' چوہے' ٹڈی وغیرہ ان کے حیاتیاتی انحطاط کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح سورج کی روشنی سے تمام فطری' حیوانی' نباتاتی ریشوں میں طبعی کمزوری آتی ہے۔ یہ کمزوری روشنی' موسمی اور گرمی کی مقدار کے حساب سے کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ پھپھوندی والے نسخوں کو دھوپ میں رکھنے سے ان کے کاغذ میں گراوٹ آجاتی ہے۔ ان کا رنگ بدلنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ نہایت خستہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سورج کی بنفشی شعاعیں Ultraviolet Rays اور مصنوعی روشنی کاغذ کے مبلوزی ریسرن اور ان کی تحریر پر مستعمل روشنائی کے لئے انتہائی خطرناک حد تک نقصان دہ ہیں۔ نمی یا سخت گرمی سے ہی کاغذ کی زندگی میں انحطاط آتا ہے۔ ۲۲۔۲۵ درجہ حرارت' ۴۵۔۵۵ مجموعی طور پر مخطوطات کے ذخیرہ کے لئے تنگ جگہ اور تازہ ہوا کی عدم موجودگی بھی مخطوطات کے لئے بہت ضرر رساں ہے۔

کیمیائی عوامل بھی مخطوطات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان میں ایک قسم کا تعلق فضا سے ہے جس کے عناصر میں ہوائی گیسیں' دھواں' تیزابی آلودگی' گرد و غبار اور ذرات شامل ہیں۔ گرد و غبار تو مخطوطات کا بنیادی دشمن اور تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ نمی سے مل کر یہ ہر طرح سے حیاتیاتی اور طبیعاتی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ کاغذ اور سیاہی کی تیاری میں اگر کیمیائی مواد رہ جائیں تو وہ کچھ عرصہ کے بعد کاغذ سیلولوز کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ نقاشی اور تصاویر کے رنگوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

مخطوطات کا دشمن خود انسان بھی ہوتا ہے۔ وہ ان کے اوراق پھاڑ لیتا ہے۔ سیاہی' پانی' روغنی مائعات' مٹی اور دیگر کئی اشیاء سے مخطوطات کو نقصان پہنچاتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر ان کی نگرانی کسی غیر پیشہ ور یا ان لوگوں کے سپرد کی گئی تو وہ بھی سو طرح سے مخطوطات کی فطری عمر کو متاثر کرتے ہیں۔

تحفیظ مخطوطات کا تصور کچھ نیا نہیں۔ تاریخ انسانیت کے ابتدائی دور میں بھی مخطوطات کی اہمیت کی پیش نظر ان کی تحفیظ کا احساس ہو گیا تھا اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کے مخطوطات کے قیمتی ذخیرے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی عملی کوششیں آج بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں مثلاً تین ہزار برس پہلے مخطوطات کی صورت میں پاپیرس کے بنڈلوں کو خشک کرنے کا حوالہ ملتا ہے۔ ان بنڈلوں کو باقاعدہ کھول کر دیکھا جاتا تھا کہ کہیں نمی یا بارش کے پانی نے خود ان کو یا اور ان کی روشنائی کو نقصان تو نہیں پہنچایا۔ اہل مصر' یونان اور روم

ان کی تحفیظ کے پیش نظر ان کو ہاتھی دانت اور لکڑی کے بنے ہوئے خصوصی اسطوانی صندوقوں میں بند کرتے تھے۔ خود جنوبی ایشیا میں درختوں کے پتوں یا چھال پر تحریری نمونوں کو ہاتھی دانت یا لکڑی کی بنی ہوئی تختیوں کے درمیان رکھ کر کپڑے کے اندر باندھ دیا جاتا تھا۔ قیمتی مخلوطات کو لکڑی یا چاندی کے گول ڈبوں میں محفوظ کرنے کا رواج ہمارے زمانے تک رہا ہے۔ کھدر کے جز دانوں میں کتابوں کو محفوظ رکھنے کا رواج بھی آج تک چلا آ رہا ہے۔ پی پیرس کی تحریروں کی تحفیظ کے لئے صنوبر کا تیل استعمال کیا جاتا تھا۔ لیموں کے پتے اور لیموں کا تیل بھی اس کام میں لایا جاتا تھا۔ خوشبودار پھولوں اور پتوں کو کتابوں کے صفحات میں رکھ کر یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب کیڑے ان کے قریب نہیں آئیں گے۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا یہ عمل اس مقصد کے لئے مفید نہ تھا۔ نیم اور تمباکو کے پتوں کو کتابوں میں رکھنے کا رواج بھی تھا۔ جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خاص توجہ اس بات پر دی جاتی تھی کہ یہ تحریری سامان یہاں رکھا جائے اور اپنی رسائی اور بساط کے مطابق بہتر کا انتخاب کیا جائے۔

★★